افراد کے قتل کا سبب بننے والے بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب جارج بش اور ٹونی بلیر جیسے مجرموں کو مستثنٰی رکھتے ہوئے سوڈانی صدر کو اپنے ہی ملک میں بغاوت کی تحریک کے خلاف فوجی کارروائی پر مجرم قرار دے دیا اور اپنی آلہ کار بین الاقوامی عدالت سے اس کے خلاف گرفتاری کے وارنٹ جاری کرا دیے۔ یہ سب کچھ کرنے کے لیے بہت بڑے پیمانے مبالغہ آرائی اور جھوٹ پر مبنی پروپیگنڈہ کیا گیا۔اس طرح سوڈان کے خلاف مغرب کے لیے فوجی مداخلت کا راستہ ہموار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔فوجی جارحیت کا ہدف بنانے کے لیے یہی کچھ اس سے پہلے افغانستان اور عراق کے ساتھ ہو چکا ہے۔اس بناء پر پوری مسلم دنیا کو مسلم ملکوں اور بحیثیت مجموعی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جاری میڈیا وار کا مقابلہ کرنے کے لیے مؤثر ابلاغی حکمت عملی تشکیل دے کر اسے جلد از جلد پوری توانائی کے ساتھ روبعمل لانا چاہیے۔اس کے تحت انفارمیشن ٹیکنالوجی کے تمام جدید ذرائع استعمال کرتے ہوئے مخالفانہ پروپیگنڈے کا حقائق وشواہد کے ساتھ جواب بھی دیا جانا چاہیے اور مثبت طور پر اسلام کا پیغام بھی پوری دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے واضح کیا جانا چاہیے کہ یہ نظریہ حیات پوری انسانیت کے اتحاد اور بھلائی کا علم بردار ہے اور آج مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام اور خدائی ہدایت سے بے نیاز مغربی تہذیب نے انسانیت کو جن سنگین مسائل اور مصائب سے دوچار کر رکھا ہے، ان کا حل اسلام ہی کے پاس ہے اور اس حل کو جدید ذہن اور تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مؤثر انداز میں پیش کیا جانا چاہیے۔عالمی اسلامی تحریکوں کو اس مقصد کے لیے منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور مسلم حکومتوں اور اہل خیر کو اس مقصد کے لیے وسائل فراہم کرنے چاہئیں۔

سوڈان کو درپیش خدشات سے نکالنے اور ان بے پناہ امکانات کو روبکار لانے کے لیے جو اس عظیم الشان مملکت میں پائے جاتے ہیں، یہ مختصر سا تجزیہ ایک ابتدائی سوچ کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔امید ہے کہ اہل علم وفکر کی توجہ اس سلسلے کو آگے بڑھانے کا سبب بنے گی۔

خلاصہ کلام

اس مقالے کے بنیادی نکات کا خلاصہ یہ ہے کہ سوڈان اپنے قدرتی وسائل اور افرادی قوت کے اعتبار سے عالم اسلام اور عرب دنیا کا ایک نہایت اہم ملک ہے جو نہ صرف دنیاوی لحاظ سے بے پناہ ترقی کی اہلیت رکھتا ہے بلکہ اسلامی نظام زندگی کے احیاء کے ذریعے روحانی اور اخلاقی میدان میں بھی عالم انسانیت کے لیے مثال بن سکتا ہے۔ اس ملک کے مادی وسائل کا عالم یہ ہے کہ توانائی کے شعبے سے متعلق امریکی کمپنی شیورون کے مطابق ''''سوڈان، ایران اور سعودی عرب کے مشترکہ ذخائر سے زیادہ تیل رکھتا ہے۔'' جبکہ اسلامی اقدار کے حوالے سے مہدی سوڈانی اس ملک کی پہچان ہیں جنہوں نے اسے برطانوی تسلط سے آزادی دلائی، اسلام کی بنیاد پر متحد کیا اور ایک صدی پہلے پورے ملک کے نظام کو اسلامی شریعت کے مطابق کامیابی سے چلا کر دکھایا۔ حسن البنا شہید کی تحریک اخوان المسلمون کے بھی اس ملک کے لوگوں پر گہرے اثرات ہیں۔ تاہم مہدی سوڈانی کے بعد یہاں دوبارہ برطانوی تسلط قائم ہو گیا اور نصف صدی کے بعد انگریز رخصت ہوئے تو سیاسی قیادتوں پر ناکامی کے الزامات کے ساتھ فوجی انقلابوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ فوجی حکمرانی کے سبب ملک کے مختلف حصوں میں حکومت کے معاملات اور قومی وسائل اور فیصلوں میں شرکت کے حوالے سے محرومی کا احساس، جو بوجوہ پہلے ہی سے موجود تھا، بہت زیادہ بڑھ گیا۔ اس کے نتیجے میں ملک کو طویل خانہ جنگیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ موجودہ صدر عمر حسن البشیر ۱۹۸۹ء میں منتخب جمہوری حکومت کا تختہ الٹ کر برسر اقتدار آئے اور بیس سال سے زیادہ مدت سے حکومت کر رہے ہیں۔ جمہوری حقوق سے محرومی کی وجہ سے چار سال پہلے تک جنوبی سوڈان میں ان کی حکومت کے خلاف بغاوت کی تحریک جاری رہی جہاں جائز طور پر یہ احساس پایا جاتا تھا کہ تیل کے ذخائر جنوب میں ہیں مگر اس سے بیشتر فائدہ شمال اٹھا رہا ہے۔ تاہم ۲۰۰۵ء میں صدر بشیر نے جنوبی سوڈان کی قیادت سے ایک امن سمجھوتہ کر کے بغاوت ختم کرنے میں کامیابی حاصل کر لی مگر سمجھوتے میں شامل اس شق نے ملک کی تقسیم کا راستہ

کھول دیا ہے کہ جنوب کے لوگوں کو ۲۰۱۱ء میں ایک ریفرنڈم کے ذریعے ملک میں شامل رہنے یا وسائل میں شرکت اور جمہوری حقوق کے حوالے سے مرکز سے مطمئن نہ ہونے کی صورت میں الگ ہونے کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے گا۔ اگر اس سمجھوتے کے بعد کم سے کم وقت میں آزادانہ اور منصفانہ عام انتخابات کے انعقاد کے بعد بااختیار منتخب حکومت کے قیام کے ذریعے عوام کے جمہوری حقوق پوری طرح بحال کر دیے گئے ہوتے تو جنوبی سوڈان کے الگ ہونے کے خدشات بڑی حد تک دور ہو چکے ہوتے۔ تاہم ایسا نہیں ہو سکا اور جن انتخابات کو ۲۰۰۸ء میں ہونا تھا ان کے لیے اب اپریل ۲۰۱۰ء کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس بناء پر ریفرنڈم میں علیحدگی پسند قوتوں کی کامیابی کا خدشہ قوی ہوتا جا رہا ہے۔

دوسری طرف وسائل اور اختیارات میں منصفانہ حصہ نہ ملنے کی شکایت ہی کے سبب ۲۰۰۴ء میں مغربی سوڈان کے علاقے دارفور میں بھی مرکز کے خلاف مسلح بغاوت شروع ہوگئی جس کی ابتداء بعض قبائل کے تصادم سے ہوئی تھی۔ قدرتی وسائل سے مالا مال سوڈان کے اس داخلی خلفشار نے مغرب کی استعماری قوتوں کو امریکا کی قیادت میں اپنے مفادات کے حصول کے لیے مداخلت کی راہ دکھلائی۔ چنانچہ حیرت انگیز طور پر سوڈان میں تیل کے بڑے ذخائر کے انکشاف کے بعد امریکا کی جانب سے سوڈان کے خلاف دہشت گرد ملک ہونے کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا گیا اور اگست ۱۹۹۸ء میں سوڈان کی ایک دوا ساز کمپنی پر اسی الزام میں میزائل حملہ بھی کیا گیا۔ جبکہ دارفور میں مرکز کے خلاف بغاوت کے بعد مغربی طاقتوں خصوصاً امریکی حکومت نے واضح شواہد کے مطابق قطعی بدنیتی کے ساتھ یہ بے بنیاد پروپیگنڈہ شروع کیا کہ دارفور میں عرب حکمراں کالے افریقی قبائل کی نسل کشی کی مہم چلا رہے ہیں۔

اقوام متحدہ کے تحت قائم بین الاقوامی کریمنل کورٹ کی جانب سے صدر بشیر کے خلاف نسل کشی اور جنگی جرائم کے الزام میں کارروائی کی کوشش کی گئی تاہم نسل کشی کا کوئی ثبوت مہیا کرنے میں ناکامی کے بعد جنگی جرائم کے ارتکاب کے الزام میں ان کے خلاف اس عدالت کی جانب سے وارنٹ گرفتاری جاری کرادیے گئے۔ صدر بش کے دور میں شروع کی جانے والی اس کوشش کی کامیابی پر صدر اوباما نے اظہار مسرت کر کے ثابت کیا کہ سوڈان کے معاملے میں بھی ان کی پالیسی اپنے پیش رو سے مختلف نہیں ہوگی۔ صدر بشیر کا موقف ہے کہ امریکا اور برطانیہ ان سے اسرائیل کو تسلیم کرنے کا مطالبہ اور ایسا کرنے کی صورت